الحق احق ان یتبع

افادات اشرفیہ کا دوسرا رُخ

مسمّٰی بہ

اشرفُ الافادات

یعنی

حکیم الامت حضرت العلامہ الحاج مولانا شاہ اشرف علی صاحب قدس سرہ

کے نظریات وافکار کی روشنی میں

لیگ اور شرکت لیگ کا حکم

از

مولانا عبد الاحد صاحب (سورتی) زاد مجدہم

ناشر

انیس الحسن

شعبۂ نشر واشاعت مرکزیہ جمعیۃ علماء ہند

دہلی

مطبوعہ

دلّی پرنٹنگ ورکس

دہلی

قیمت: ـــــــ ۵۰ پیسے

بیرونجات کے حضرات ساٹھ پیسے کے ٹکٹ ڈاک، پتہ ذیل پر بھیج کر طلب فرمائیں۔

مکتبہ حبیبیہ ۔ بازار داتا صاحب ۔ لاہور

الحق احق ان یتبع

افاداتِ اشرفیہ کا دوسرا رُخ

مسمّی بہ

اشرفُ الافادات

یعنی

حکیم الامت حضرت العلامہ الحاج مولانا شاہ اشرف علی صاحب قدس سرہ

کے نظریات و افکار کی روشنی میں

لیگ اور شرکت لیگ کا حکم

از

مولانا عبدالاحد صاحب (سورتی) زاد مجدہم

ناشر

انیس الحسن

شعبۂ نشر و اشاعت مرکزیہ جمعیۃ علماء ہند

دہلی

مطبوعہ

دلّی پرنٹنگ ورکس

دہلی

قیمت ۔۔۔۔۔۔ ۵۰ پیسے

اطلاع

اس موضوع پر مکمل بحث کے مطالعہ کے
لئے رسالہ جواز شرکت کانگریس اور رسالہ
الوقایۃ عن الغوایۃ ضرور ملاحظہ فرمائیے۔

قیمت ——— ۱۲ار

ملنے کا پتہ

دفتر مرکزیہ جمعیۃ علماء ہند۔ دہلی

ضروری نوٹ | پیش نظر کتابچہ کا عکسی ایڈیشن آپ کے زیر مطالعہ ہے۔ اس کا "تعارف"۔ جامعہ مدنیہ لاہور کے مہتمم صاحب کے والد کا مرقومہ ہے۔ اگر اس رسالہ کے مندرجات غلط ہیں۔ تو مہتمم صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور بالخصوص مفتی جمیل احمد تھانوی پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ صحیح صورت حال قوم کے سامنے رکھیں۔ وگرنہ اہالیان پاکستان، جناب مفتی محمود صاحب کے "تاریخی ارشاد" کہ خدا کا شکر ہے کہ ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہیں ہیں۔ (ملخصاً مفہوماً) کی روشنی میں اس رسالے کے مندرجات کو بالکل صحیح سمجھنے پر مجبور رہوں گے۔

اسد نظامی
۱۰ر مئی ۱۹۶۸ء

(معارف پرنٹنگ پریس لاہور)

ملنے کا پتہ:

مکتبہ حبیبیہ۔ بازار داتا صاحب لاہور

قیمت: پچاس پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
حامداً و مصلیاً

سخن اولین ← تعارُف

مرکز اعتماد فقط کتاب اللہ ہے پھر سنت رسول اللہ جو کتاب اللہ پر منطبق ہو۔ ان کے بعد وہ فردعی اور تفصیلی احکام (بائی لاز) جو ان دونوں سے ماخوذ ہوں۔ جس کو فقہ کہا جاتا ہے۔

چنانچہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار تاکید فرمائی:۔

جب تک تم کتاب و سنت کو مضبوطی سے سنبھالے رہو۔ ہرگز ہرگز گمراہ نہیں ہو سکتے۔

لہٰذا کسی تحریک، کسی عملی یا قولی فیصلہ کی صحت و خطا کا مدار مذکورہ بالا اصول ہیں۔

لیکن عام مسلمان جو ان اصول کے علم و فہم سے قاصر ہیں۔ اُن کو کسی عالم کے قول و ارشاد پر ہی اعتماد کرنا پڑتا ہے جس سے ان کو حسن عقیدت ہو۔

حضرت حکیم الامۃ مولانا شاہ اشرف علی صاحب قدس سرہ کے تفقہ اور زہد و تقویٰ میں کلام نہیں کیا جا سکتا۔ مگر آپ عملی اور فکری طور پر ہمیشہ سیاسیات سے علیحدہ رہے حتیٰ کہ اخبار کا مطالعہ بھی آپ تضییع اوقات سمجھتے تھے۔

اتفاق سے ایک مخصوص مذاق کے حضرات آپ کے حاضر باش تھے جو واقعات کو اپنے خیالات کی عینک سے دیکھتے اور اپنے مذاق کے بموجب اُن کی ترجمانی کرتے۔

اہل غرض نے حضرت کی گوشہ نشینی اور اس مخصوص ماحول سے بسا اوقات غلط فائدہ اٹھایا۔ واقعات کو غلط انداز میں پیش کر کے اُن کے مطابق فتویٰ لکھوایا۔ اور اُس کی لاتعداد اشاعت سے اپنی اغراض پوری کیں۔

بہر حال جبکہ مدارِ فتوے کسی بزرگ کے ملفوظات وارشادات نہیں ہیں تو اس بحث میں پڑنا بھی لاحاصل ہے۔

مگر گذشتہ الیکشن کے دوران میں حضرت مولانا محمد شفیع صاحب نے "افادات اشرفیہ در "مسائل سیاسیہ" کے عنوان سے ایک رسالہ شائع کیا

کسی بزرگ کے ملفوظات کی ترتیب کے وقت مصنف کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اس موضوع سے متعلق جملہ ملفوظات کو جمع کر دے۔ تاکہ پڑھنے والا متکلم کی مراد کو صحیح طور پر سمجھ سکے۔

مگر افسوس افادات اشرفیہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعیۃ علماء ہند اور کانگریس کی مخالفت اور مسلم لیگ کی حمایت مصنف کے پیش نظر ہے اور وہ اپنی ذہنیت کے آئینہ سے متکلم کی رونمائی کرنا چاہتا ہے۔

مولانا محمد شفیع صاحب کے اس طرز عمل نے خود حضرت تھانوی قدس سرہ کے انصاف پسند متوسلین اور معتقدین کو مجبور کیا کہ وہ تصویر کا دوسرا رخ بھی پیش کریں تاکہ حکیم الامۃ کی حکمت ودانشمندی کا صحیح اندازہ ہو سکے۔

ہم شکر گزار ہیں عزیز محترم مولانا عبدالاحد صاحب سورتی کے کہ آپ نے یہ رسالہ "شعبہ نشر واشاعت جمعیۃ علماء ہند" کو پیش کیا۔ جو "اشرف الافادات" کے عنوان سے شائع کیا جا رہا ہے۔

اس رسالہ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت حکیم الامۃ کے اُن حکیمانہ ارشادات کو جمع کیا گیا ہے جو لیگ کی حقیقت کے پیش نظر حکیم الامۃ کی شان حکمت کو نمایاں کرتے ہیں۔

ممکن ہے افادات اشرفیہ کے مصنف و ناشر ہماری مجبوریوں کو محسوس نہ کریں مگر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے انصاف پسند اور صداقت طلب متوسلین و مسترشدین سے توقع ہے کہ وہ "اشرف الافادات" کی اشاعت کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیں گے اور اس اعلان حقیقت پر شعبۂ نشر و اشاعت جمعیۃ علماء ہند کے شکر گزار ہوں گے۔

واللہ ولی التوفیق وھو یھدی السبیل

خادم علماء

محمد میاں عفی عنہ

۱۸ جمادی الثانیہ ۶۵ھ - ۲۱ مئی ۱۹۴۶ء

مسلم لیگ خالص اسلامی جماعت اور مسلمانوں کی شرعی و مذہبی تنظیم اور سواد اعظم قرار دی جا سکتی ہے اور اس کی شرکت اور تائید درست ہے یا نہیں۔ اس کا جواب اپنے اکابر خصوصاً حضرت حکیم الامت تھانوی رح کے مسلک و تعلیمات کے بموجب واضح الفاظ میں تحریر فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں

الجواب ــــ هو الموفق للصواب!

حامداً و مصلیاً اما بعد۔ موجودہ مسلم لیگ میں قادیانی، مرتدین و کمیونسٹ ملحدین اور بد دین اور باطل فرقے بھی شامل ہیں۔ اسلئے لیگ خالص اسلامی جماعت قرار نہیں دی جا سکتی بلکہ اصول شرعیہ و قواعد عقلیہ سے یہ جماعت غیر اسلامی جماعت ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت حکیم الامت رح فرماتے ہیں کہ مرکب کامل اور ناقص کا ناقص ہوتا ہے تو کفار اور مسلم سے جو سلطنت (علیٰ ہذا جو جماعت) مرکب ہوگی، وہ بھی غیر اسلامی ہوگی (ملفوظ ۱۲۲ ملفوظات ص ۲۶۲/۵) اور زندیق و مرتدین کو سیاسی مصلحت کی بناء پر اسلامی برادری میں شمار کر لینا بھی جائز نہیں ہے چنانچہ بوادر النوادر میں ہے (سوال چہارم) بعض بہی خواہان قوم کا خیال ہے کہ گو تاجر مذکور (خوجہ) شرعی نقطۂ نگاہ سے اسلام سے خارج ہو لیکن اسوقت ہم مسلمانوں کو اتحاد قومی اور ترقی کی ضرورت ہے لہذا ایسے جھگڑے بکھیڑوں کو نکالنا مناسب نہیں۔ یہ فت

نازک ہے۔ سب مدعیان اسلام کو مسلمان کہنا اور سمجھنا چاہئے۔ ان کو اسلام سے خارج کرکے اپنی تعداد اور مردم شماری کو گھٹانا نہیں چاہیے۔ بہی خواہان قوم اور ہمدردان اسلام کا یہ خیال شرعاً کس قدر وقعت رکھتا ہے۔

(الجواب) ان کفریات کے ہوتے ہوئے نہ ایسے شخص کا دعوی اسلام کافی ہے نہ اُس کا نمازی اور روزہ دار ہونا کافی ہے۔ نہ اس پر نماز جنازہ جائز ہے نہ مقابر مسلمین میں دفن کرنا جائز ہے اور نہ مصلحت کے سبب کافر کو مسلمان کہنا یا اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا معاملہ کرنا جائز ہے۔ البتہ بلا ضرورت کسی سے لڑائی جھگڑا کرنا بھی نہ چاہئے اور ایسے مصالح کی بنا پر ایسی رعایت کرنا اُن مصالح سے زیادہ مفاسد کا موجب ہو جاتا ہے کیونکہ وہ مصالح تو محض دنیوی ہیں اور مفاسد دینیہ۔ اُن مفاسد کا خلاصہ یہ ہے کہ جب ان کفریات کے ہوتے ہوئے کسی کو مسلمان کہا جاوے گا تو ناواقف مسلمانوں کی نظر میں ان کفریات کا قبح خفیف ہو جاوے گا اور وہ آسانی سے ایسے گمراہوں کے شکار ہو سکیں گے تو کافروں کو اسلام میں داخل کہنے کا انجام یہ ہوگا کہ بہت سے مسلمان اسلام سے خارج ہو جاویں گے۔ کیا کوئی مصلحت اس مفسدہ کی مقاومت کر سکے گی۔ ایسے مصالح و مضار کے اجتماع کا یہ فیصلہ فرمایا گیا ہے

قال تعالیٰ۔ قل فیهما اثم کبیر ومنافع للناس واثمهما اکبر من نفعهما۔ قال تعالیٰ یدعو لمن ضره اقرب من نفعه۔ (حق تعالیٰ فرماتا ہے آپ فرما دیجئے کہ ان دونوں (شراب و قمار) میں گناہ کی بڑی بڑی باتیں ہیں اور لوگوں کو فائدے بھی ہیں اور وہ گناہ کی باتیں اُن فائدوں سے زیادہ بڑھی ہوئی ہیں۔)

مختصراً ص ۷۶ تا ۸۸۔

غرض موجودہ لیگ خالص اسلامی جماعت اور مذہبی و شرعی تنظیم سواد اعظم تسلیم نہیں کی جا سکتی۔ حضرت حکیم الامۃ تھانوی رح فرماتے ہیں سواد اعظم سے مراد بیاض اعظم ہے یعنی نور شریعت جس جماعت میں ہو (ملفوظ ۱۵۷ ۔ النور شعبان ۱۳۵۱ھ) نیز فرمایا کہ سواد اعظم کا مشہور مفہوم یہ ہے کہ ہر زمانہ میں جس طرف کثرت ہو۔ میں کہتا ہوں کہ یہ مراد نہیں بلکہ معنی یہ ہیں کہ خیر القرون میں جس عقیدہ کی طرف کثرت تھی کیونکہ اس وقت اہل باطل کم تھے اہل خیر زیادہ تھے۔ اُسوقت کسی طرف کثرت ہونا علامت تھی اُس کے حق ہونے کی اور اِس وقت کا سواد اعظم مراد نہیں الخ (ملفوظ ۵۶ ملفوظات ص۲۴۰) نیز ارشاد ہے۔ یہ کوئی حق کا معیار تھوڑا ہی ہے۔ ہاں ایک اور معیار ہے کہ جس طرف عوام الناس ایک دم چل پڑیں سمجھ لو کہ دال میں کالا ہے کیونکہ خالص حق اور دین پر چلنا نفس پر گراں ہوتا ہے (ملفوظ نمبر ۱۰ ملفوظات ص۶) سواد اعظم کی مخالفت حدیث اتبعوا السواد الاعظم سے منہی عنہ ہے اور اس کا حاصل بھی اجماع ہے کہ ظاہراً سواد اعظم سے متبادر کثرت عددی ہے مگر ثم یفشوا الکذب سے یہ مقید ہے خیر القرون کے ساتھ یعنی خیر القرون میں جس عقیدہ پر اکثر مسلمین متفق ہوں وہ واجب الاتباع ہے کیونکہ اس وقت زیادہ مسلمان اس عقیدہ پر تھے جو حق تھا۔ بدعت مغلوب تھی پس اس وقت مسلمانوں کا کسی عقیدہ پر متفق ہونا علامت تھی اس عقیدہ کے حق ہونے کی اور اہل حق کا اتفاق بھی اجماع ہے اس سے ثابت ہوا کہ اہل باطل اجماع کے ارکان نہیں (ماخوذ از النور جمادی الاخری و رجب ۱۳۵۱ھ ص۲) فرمایا کہ آج کل جمہوریت کو شخصیت پر ترجیح دی جا رہی ہے اور کہتے ہیں کہ جس

طرف کثرت ہو وہ سواد اعظم ہے۔ اس زمانہ میں میرے ایک دوست نے اس کے متعلق عجیب اور لطیف بات بیان کی تھی کہ اگر سواد اعظم کے معنی یہ بھی مان لئے جاویں کہ جس طرف زیادہ ہوں تو ہر زمانہ کا سواد اعظم مراد نہیں بلکہ خیر القرون کا زمانہ مراد ہے جو غلبۂ خیر کا وقت تھا۔ ان لوگوں میں جس طرف مجمع کثیر ہو وہ مراد ہے نہ کہ ثم یفشو الکذب کا زمانہ کہ یہ جملہ ہی بتا رہا ہے کہ بعد خیر القرون کے کثرت شر میں ہوگی۔ مجھے یہ بات بہت ہی پسند آئی واقعی کام کی بات ہے (ملفوظ ۲۵ النور ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ ص ۲۱) اور حضرت مفتی اعظم مولانا محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ سواد اعظم اس جماعت کا نام ہے جو حقیقۃً خدا و رسول ؐ کے احکام اور ناموس شریعت کی محافظ ہے (مدینہ بجنور ۹ مارچ ۱۹۴۶ء) اور حضرت مولانا عبد الجبار صاحب فاضل دیوبند فرماتے ہیں کہ حدیث اتبعوا سواد الاعظم میں سواد اعظم سے مراد سواد افضل ہے نہ کہ سواد اکثر یعنی جو جماعت شرافت اور فضیلت کے اعتبار سے بڑی ہو اسکی اتباع واجب ہے یہ مطلب نہیں کہ جو جماعت تعداد کے اعتبار سے بڑی ہو اس کی اتباع ضروری ہے (زمزم ۲۵ دسمبر ۱۹۴۵ء) اور حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری خلیفہ تھانوی ؒ نے تصریح فرمائی ہے کہ خالص اسلامی جماعت میرے ناقص خیال میں وہ ہو سکتی ہے جس کا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ اور سنت نبویہ کے موافق عقائد و اعمال اخلاق و احکام کی ترویج ہو۔ اولاً جماعت کے افراد اعتقاداً و عملاً و اخلاقاً مذکورہ بالا مقصود سے موصوف ہوں اور بعدہ دوسروں کو دعوت دینے میں ساعی ہوں۔ موجودہ لیگ جماعت بالا کا مصداق نہیں اور

اسکے ارکان اوصاف حسنہ مذکورہ سے موصوف نہیں کما ھو المشاھد (ماخوذ از نقل مکتوب بنام دعوت الحق بمبئی) اور توضیح میں ہے کہ السواد الاعظم عامۃ المسلمین ممن ھو امۃ مطلقۃ والمراد بالامۃ المطلقۃ اھل السنۃ والجماعۃ وھم الذین طریقتھم طریقۃ الرسول علیہ السلام واصحابہ رضی اللہ عنھم دون اھل البدع (ص۳۵۲) اس سے معلوم ہوا کہ سواد اعظم وہ ہیں کہ ان کا طریق اور عمل رسول اللہ صلعم اور صحابہ کا سا ہو۔ پس جس جماعت میں زندیقوں اور دہریوں کی بھرمار ہو اور جس کے ارباب بست و کشاد کی سرشت میں مغربی تہذیب اور مغربی تمدن اور مغربی معاشرت طبیعت ثانیہ بن چکی ہو وہ اسلامی جماعت اور سواد اعظم اور شرعی تنظیم کیسے قرار دی جاسکتی ہے۔ اور اس جماعت سے اصلاح قوم اور ترقی اسلام کی توقع کس طرح کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ حضرت حکیم الامۃ رح فرماتے ہیں کہ لیڈران قوم خود ہی محتاج اصلاح ہیں دوسروں کی اصلاح کیا کرینگے.......... آج یہ حالت ہے کہ الہ آباد ہند۔ دی اسلام میں بڑے بڑے جلسے ہوتے ہیں۔ انجمنیں قائم ہوتی ہیں مگر نہ نماز کی فکر ہے نہ روزہ کا خیال۔ مال کی اتنی افراط ہے کہ دس آدمیوں کو اور بھی ساتھ لے جاسکیں۔ لیکن محبت اسلام کا یہ عالم ہے کہ خود بھی حج کرنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ وضع دیکھئے تو سر سے پاؤں تک اسلام کے بالکل خلاف گفتگو کو دیکھئے وہ مذہب سے بالکل جدا (اشرف الجواب ص۱۵۱) نیز فرماتے ہیں کہ افسوس مسلمانوں کی نکیل اور باگ ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہے جو اسلام کے دوست نما دشمن ہیں۔ وہ علم دین، دینی فہم، عقل سب سے معرا ہیں اور

جب وہ خود گم کردہ راہ ہیں دوسروں کو کیا راہ بتائیں گے اور آج کل ایسے ہی لوگ لیڈر ہیں جن میں اکثر ناعاقبت اندیش ہوتے ہیں انھوں نے ہی ملک اور مخلوق کو تباہ اور برباد کیا اور امن تو اُن کی بدولت دنیا سے رخصت ہی ہو چکا آئے دن ایک نیا فساد ملک میں کھڑا رہتا ہے۔ ایسے ہی بداندیش لوگوں کے متعلق کسی نے خوب کہا ہے ؎

گربہ میر و سگ وزیر و موش را دیواں کنند
ایں چنیں ارکانِ دولت ملک را ویراں کنند

(اگر بلی حاکم اور کتا وزیر اور چوہا دیوان کر دیا جائے تو یہ ارکان دولت ملک کو ویران کر دیں گے) (ملفوظ ۴۳۷ ملفوظات ۲۷۶/۵) فرمایا کہ یہ نامعقول قوم کے رہبر اور پیشوا بننے کو تیار ہوئے ہیں اور حالت یہ ہے کہ صورت سے بھی مسلمان کہلانے کے قابل نہیں۔ اور داڑھی کے تو اس قدر دشمن ہیں کہ جس کا حد و حساب نہیں (ملفوظ ۳۳ ملفوظات ۲۷۱/۲) فرمایا کہ آج کل کے لیڈر بیدار مغز اور روشن دماغ کہلاتے ہیں نہ معلوم اُن کے دماغوں میں گیس کے ہنڈے روشن ہیں یا بجلی سما گئی ہے حالانکہ یہ باتیں سب ظلماتی ہیں الخ (۲۷۱/۲) فرمایا کہ نمازوں کیلئے مسجدوں میں آنا گھروں پر جانمازیں بچھی ہیں یہ متکبروں کی ایک پہچان ہے کہ وہ مسجد میں آنا اور غربا کے ساتھ مل کر نماز پڑھنا کسر شان سمجھتے ہیں اور پھر بھی مسلمانوں کی باگ ان کے ہاتھ میں ہے ان کی کشتی کے ناخدا بنے ہوئے ہیں۔ شرم نہیں آتی اگر مسجد میں آئیں گے بھی تو جمعہ کے روز وہ بھی پیدل چل کر نہیں۔ جب دیکھو فٹن میں دھرے ہیں اور دل میں فتن بھرے ہیں۔ (ملفوظات ۲۲۹/۳) نیز فرمایا کہ ایک لیڈر نے

کتاب السیاسیۃ الشرعیہ فی اصلاح الراعی والرعیہ میں ہے کہ امت کا اتفاق ہے کہ منصب قیادت کا اہل وہ مسلمان ہے جو عالم اور متقی ہو۔ اگر امت کو ایسا جامع شخص نہ ملے تو بحالت مجبوری یہ منصب دو شخصوں میں سے کسی ایک کو تفویض کیا جائے۔ عالم فاسق یعنی عالم بے عمل یا جاہل متقی یعنی جاہل باعمل (مطبوعہ مصر ص۱۱)

بہرحال اقوال علماء وصلحاء سے قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ موجودہ لیگ اسلامی جماعت وشرعی تنظیم اور سواد اعظم کہلانے کی ہرگز مستحق نہیں اور یہ ایسی جماعت ہے کہ بقول حضرت غوث اعظم رح اسلام اپنے سر کو تھامے ہوئے اس پر رو رہا اور فریاد مچا رہا ہے (الاسلام یبکی ویستغیث یدہ فی راسہ من ھؤلاء الفجار من ھولاء للفساق ۔من ھؤلاء اھل البدع والضلال الخ (الفتح الربانی ص۱۶۱) لہذا بفرمان باری تعالیٰ فلاتقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار (یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھ۔ اور اے مسلمانوں ان ظالموں کی طرف مت جھکو کبھی تم کو دوزخ کی آگ لگ جاوے گا) اس ہڑبونگ سے اجتناب ضروری اور تعاون ناجائز ہے۔ کیا خوب کہا ہے کسی نے

بے وفا سمجھیں تمہیں اہل حرم اس سے بچو
دیر والے کج ادا کہہ دیں یہ بدنامی بھلی

اسی قسم کی سر سید احمد خاں مرحوم کی قائم کردہ انجمن کی شرکت کے بارے میں حضرت قطب العالم مولانا رشید احمد گنگوہی رح سے دریافت کیا گیا تھا۔اس کا جواب آپ نے تحریر فرمایا ہے وہ ذیل میں مع سوال درج کیا جاتا ہے۔

(سوال سوم) ایک جماعت قومی مسمی بہ نیشنل کانگریس جو ہندو اور مسلمان وغیرہ سکنائے ہند کے واسطے رفع تکالیف و جلب منافع دنیاوی چند سال سے قائم ہوئی اور اُن کا اصل اصول یہ ہے کہ بحث ان ہی امور میں ہو جو کل جماعتہائے ہند پر مؤثر ہوں اور ایسے امر کی بحث سے گریز کی جاوے جو کسی ملت یا مذہب کو مضر ہو یا خلاف سرکار ہو تو ایسی جماعت میں شرکت درست ہے یا نہیں۔

(سوال چہارم) سید احمد خاں نیچری نے جو ایک جماعت السیوسی ایشن قائم کی ہے اور لوگوں کو بذریعہ اعلان مطبوعہ ۸ اگست ۱۸۸۸ء یوں ترغیب دے رہا ہے کہ میری جماعت میں بڑے بڑے ہندو ذی وجاہت مثل راجہ بنارس وغیرہ جو کانگریس کے برخلاف ہیں شامل ہیں۔ہر شخص جو داخل ہو پانچ پانچ روپیہ چندہ ماہواری میرے نام علیگڈھ یا بنارس میں راجہ صاحب کے نام روانہ کیا کرے وغیرہ وغیرہ اور اس کی مدد کے واسطے جابجا ایسوسی ایشنیں انجمن اسلامیہ کے نام سے لوگوں نے شہروں میں قائم کی ہیں جو شخص ان کے ساتھ اتفاق کرنے سے برخلاف معلوم ہوتا ہے اُسکے ساتھ طرح طرح کا فساد اور فتنہ برپا کر کے اسکو جبراً ملانا چاہتے ہیں آیا ایسی جماعت میں مسلمانوں کو شامل ہونا اور اُنکی مدد کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں اور نیچری لوگ بد خواہ اسلام ہیں یا نہیں۔

جواب از حضرت گنگوہی قدس سرہٗ:۔ اگر ہندو مسلمان باہم شرکت بیع و شراء و تجارت میں کرلیویں اس طرح کہ کوئی نقصان دین میں یا خلاف شرع

معاملہ کرنا اور سود اور بیع فاسد کا قصہ پیش نہ آوے جائز ہے اور مباح ہے۔ مگر سید احمد سے تعلق رکھنا نہیں چاہیئے اگرچہ وہ خیر خواہی اسلام کا نام لیتا ہے یا واقع میں خیر خواہ ہو۔ مگر اُس کی شرکت مآل کار اسلام و مسلمانوں کو سم قاتل ہے ایسا میٹھا زہر پلاتا ہے کہ آدمی ہرگز نہیں بچتا۔ پس اُس کے شریک مت ہونا اور ہنود سے شرکت معاملہ کر لینا اور اگر ہنود کی شرکت سے اور معاملہ سے بھی کوئی خلاف شرع امر لازم آتا ہو یا مسلمانوں کی ذلت و اہانت یا ترقی ہنود ہوتی ہو وہ کام بھی حرام ہے جیسا کہ اوپر لکھا گیا اسی طرح پر ہے اور بس فقط

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (نصرۃ الابرار صہ ۱۳)

اور حضرت تھانوی رح سر سید احمد خاں کے متعلق فرماتے ہیں کہ جب مدرسہ دیوبند قائم ہوا اور بنیاد پڑی تو سر سید خاں نے کہا تھا کہ کیا ہو گا اور دو چار قُلْ أَعُوذُ پڑھ جائینگے یہ معلوم نہ تھا کہ تمہارے جادو کو موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہباءً منثورا کرنیوالی جماعت یہی ہوگی۔ واقعی اگر ہندوستان میں حق تعالیٰ اس جماعت کو پیدا نہ فرماتے تو چہار طرف الحاد اور دہریت کے چشمے ہندوستان میں ابل پڑتے اور ابھی ابلنے میں کونسی کسر رہ گئی لیکن قانون قدرت کے مطابق ہر فرعونے را موسیٰ کا مصداق یہ جماعت ہو گئی جسکے متعلق مخبر صادق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما گئے ہیں کہ لا یزال طائفۃ من امتی منصورین علی الحق لا یضرھم من خذلھم (میری امت میں سے ایک جماعت دین الہٰی پر ہمیشہ مضبوطی کے ساتھ قائم رہے گی اُس کی رسوائی کرنیوالے اسکو کوئی گزند نہ پہنچا سکینگے) ورنہ ان کا مکر اور ان کی چالاکیاں ایسی تھیں جیسے ارشاد ہے وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال (اور واقعی اُن کی تدبیریں ایسی تھیں کہ اُن سے

پہاڑ بھی ٹل جادیں) ان کے تمام مکر اور کید اسلام کی دشمنی پر تلے ہوئے تھے لیکن حق تعالیٰ وعدہ فرماتے ہیں انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون الخ (ملفوظ ۱۹۳ ملفوظات ۱۰۶/۵)

اب آپ غور فرمائیں کہ مذکورہ انجمن اور اسکے قائد اور موجودہ لیگ اور اسکے قائدین کیا فرق ہے بلکہ بعض حیثیت سے لیگ اور اسکے قائدین کو بدتر ثابت کیا جا سکتا ہے لہذا بقول حضرت گنگوہی رح اس کی شرکت مآل کار اسلام و مسلمانوں کو سم قاتل ہے اگر کسی کو شبہ ہو کہ لیگ کی شرکت اور اسکی تائید ہمارے اکابر خصوصاً حضرت تھانوی رح کے مسلک اور تعلیمات کے خلاف ہے تو پھر مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی و مولوی شبیر علی صاحب تھانوی نے کیوں شرکت فرمائی اور آئے دن تائیدی بیانات کیوں شائع کئے جا رہے ہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ یقیناً ان حضرات کا عمل حضرت تھانوی رح کے مسلک اور تعلیمات کے برخلاف ہے اور اسکے ثبوت کیلئے حضرت رح کے ملفوظات منقولہ بالا کافی ہیں اور حضرت کے مشہور خلفا مولانا سید سلیمان صاحب و مولانا خیر محمد صاحب مولانا محمد عبد الجبار صاحب و مولانا محمد طیب صاحب و مولانا محمد کفایت اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ سعیدیہ وغیرہم کی عدم شمولیت اس کی روشن دلیل ہے۔ تاہم مزید اطمینان کیلئے حضرت اقدس کے خلیفہ ارشد حضرت مولانا خیر محمد صاحب مدظلہ کے مکتوب گرامی و حضرت مولانا عبد الجبار صاحب مدظلہم ابوہری کے اعلان کو بطور گواہ پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ ہو۔ اول الذکر تحریر فرماتے ہیں کہ:۔ خود قطب العالم حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے لاہوری حامیان لیگ کے ایک عوت نامہ کے جواب میں ۱۳۵۷ھ میں مفصل اظہار خیال فرمایا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ لیگ کے تعاون کو چار امور پر معلق فرمایا ہے (۱) مسلم لیگ اپنے مقاصد میں نماز کو داخل کرے۔ (۲) مسلم لیگ وضع اسلامی کی پابندی تمام ممبروں پر لازم قرار دیدے (۳) خاکساریوں سے تعلق قطع کر دے (۴) علماء اسلام کے خلاف زہر اگلنے کو اور علماء کی توہین کرنے کو چھوڑ دیں۔ امید کہ مذکورہ بالا خلاصہ

سے آپ کے خط کا جواب ہوگیا ہوگا۔ والسلام خیر محمد عفی عنہ (بنام ناظم جمعیۃ علماء کادی ضلع بھرو ئچ)
ثانی الذکر کا اعلان۔ حضرت والا نے لیگ کی بداعمالیوں اور مذہب دشمنی ملاحظہ فرماکر
لیگ سے کنارہ کشی اختیار کرلی تھی۔ جس مجلس مبارک میں حضرت والا نے یہ فرمایا تھا' مولانا ظفر احمد
صاحب بھی موجود تھے۔ اسی فرمان کو سنکر مولانا ظفر احمد صاحب نے کہا کہ حضرت والا چند ماہ اور
ٹھہر جائیے۔ حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ اب لیگ کی اصلاح کی امید بالکل ختم ہوگئی ہیں
ان حضرات سے خوب واقف ہوں۔ حضرت والا بار بار یہ شعر پڑھتے تھے ؎

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے — یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

ہاں یہ صحیح ہے کہ شروع شروع میں لیگ کے حامی تھے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت
حکیم الامت مسلم لیگ جیسی بددین جماعت کی حمایت کریں۔ اب تو وہ قادیانیوں' دہریوں اور
شیعوں کی مجسم جماعت ہے۔ لہذا تمام متوسلین کے ذمہ یہ ضروری ہے کہ حضرت والا کا اتباع
کرتے ہوئے لیگ سے علیحدگی اختیار کریں (مدینہ ۱۷ نومبر ۴۵ئ)

جناب ناظم صاحب جمعیۃ علماء کادی ضلع بھروچ نے اس بیان کی تصدیق چاہی
توآپ نے جواباً تحریر فرمایا کہ۔ بالآخر لیگ اور خاکسار ایک نظر آنے لگے اور لیگ کے جلسوں میں
بے حجاب عورتیں شامل ہونے لگیں اور احکام اسلامی سے ان لوگوں کی بے رغبتی ملاحظہ فرمائی گئی
توآپ اس جماعت کی اصلاح سے بالکل نا امید ہوگئے تھے۔ یہ بات بالکل صحیح اور درست ہے جس
مجلس میں حضرت والا نے مایوسی ظاہر فرمائی تھی میں خود موجود تھا۔ حضرت والا ایک اعلان بھی
اپنی مایوسی کا فرمانا چاہتے تھے مگر بعض حضرات نے مشورہ دیا کہ آپ کچھ عرصہ تک مزید
انتظار فرمادیں اس پر آپ نے یہ شعر پڑھا تھا کہ ؎ نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے - الی آخرہ۔
اسکے علاوہ جب سکندر حیات خاں نے پنجاب کے ضمنی انتخابات میں لیگ کے امیدوار کی تصویب

اور تصدیق کرانی چاہی تھی تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا تھا کہ آپ لوگ مولویوں کو اپنا آلۂ کار بنانا چاہتے ہیں اسلئے مجھے معاف فرمایا جائے فقط والسلام عبدالجبار عفی عنہ۔ مورخہ ۱۲/۵/۴۹ فی الواقع حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ موجودہ لیگ کی شرکت اور تائید کسی طرح گوارہ نہیں کرسکتے آپ بے علموں کا ساتھ دینے کو بھی منع فرماتے تھے۔ چہ جائیکہ بددینوں قادیانیوں کمیونسٹوں کے ساتھ جو بحکم من بدل دینہ فاقتلوہ (صحیح بخاری) (جو اپنا دین بدل دے اسے قتل کردو) واجب القتل ہیں کالمیت فی ید الغسال (مردہ بدست زندہ) کی طرح شامل ہوجانا پسند فرماتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ۔ اگر علماء بے علموں کے ساتھ ہوجاویں تو کیا نفع ہو۔ ہاں بے علم لوگ علماء کے تابع ہوجاتے تب کچھ فائدہ ہوتا۔ دیکھئے ایک موٹی بات ہے اگر کوئی طبیب مریضوں کا اتباع کرنے لگے تو کیا مریضوں کو فائدہ کی امید ہوگی اور لوگ اس کو کمال سمجھینگے ہرگز نہیں اور نہ اس میں کچھ مریضوں کی سعادت بلکہ مریض اگر طبیب کے تابع ہوں تو اُس میں مریضوں کو نفع ہوگا اور یہ اُن کا کمال بھی ہے اور عقلمندی بھی ہے کیونکہ اپنے آپ کو ایک حکیم اور دانشمند شخص کے سپرد کر دیا اور اُس صورت میں کہ جو طبیب مریضوں کے تابع ہوجائے یہ سراسر طبیب کا جہل ہے ایسے طبیب کے بارہ میں وہی کہا جائیگا جو مولانا روم فرماتے ہیں ؎ بے خبر بود نداز حال دردں — استعیذ اللہ مما یفترون

اور یہ نا عاقبت اندیش اُسی حکم میں ہوں گے جس میں علماء بنی اسرائیل ہیں چنانچہ بعضے لوگ فخریہ بیان کرتے ہیں کہ علماء بھی ہمارے ساتھ ہوگئے (الہادی محرم ۱۳۴۲ھ ص ۴۲)

نیز فرماتے ہیں اسی لئے میں مولویوں کو یہی مشورہ دیتا ہوں کہ اُن کو چاہئے کہ ان فضولیات کو چھوڑ دیں اور ان کاموں میں لگیں کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ فتوی دیں۔ تبلیغ کریں۔ پڑھیں پڑھاویں۔ جاہلوں کے ساتھ ہوکر تضییع اوقات نہ کریں پھر وہ بھی تابع بن کر۔ اگر جاہل اُن کو

متبوع بناتے تب بھی چنداں مضائقہ نہ تھا مگر آج کل تو رزولیوشن پاس کرتے ہیں جاہل اور مولوی ان کا اتباع کرتے ہیں کیا واہیات ہے۔ ایسوں ہی کی بدولت ملک اور مخلوق برباد اور خراب ہوئی (ملفوظ ۳۴۲ ملفوظات ص۲۰۵)

اس وقت جو مولوی لیگ کے حامی ہیں وہ قائدین لیگ کے متبوع ہیں یا کالمیت فی ید الغسال کی مصداق و تابع محض و آلۂ کار ہیں۔ ہر شخص فیصلہ کر سکتا ہے ان صاحبان کی حمایت لیگ لَا لِحُبِّ عَلِیٍّ بَلْ لِبُغْضِ مُعَاوِیَہْ کے قبیل سے ہے ورنہ یہ حضرات خود بھی لیگ کی مخالفت کر چکے ہیں اور اسکی شرکت کو حضرت تھانوی رح کے مسلک کے خلاف قرار دے چکے ہیں چنانچہ مولانا ظفر احمد صاحب نے زمانہ قیام ڈابھیل میں مولانا عبد الجبار صاحب استاذ جامعہ سے کہا تھا کہ حضرت رح کانگریس اور لیگ کو نجس قرار دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ کانگریس گو ہے تو لیگ کی موت۔ اور جب دعوت الحق بمبئی کی جانب سے شرکت لیگ اور اسکی حمایت کی استدعا اور درخواست کی گئی تو علماء تھانہ بھون نے بالاتفاق لیگ کی مذمت فرمائی اور مرحوم سکندر حیات خاں کے سکریٹری کے خط کے جواب میں حضرت رح کا لیگ کے آلۂ کار بننے سے انکار فرمانا نقل کیا گیا۔ ان خطوط کو حضرت رح کے مریدین جناب الحاج محمود قاسم مدیر التبلیغ ترکیسر اور جناب عیسیٰ بھائی ابراہیم ناظم جمعیۃ العلماء کاوی ضلع بھروچ نے ۲۲ ستمبر ۴۵ء کو حمیدیہ مسجد بمبئی میں ناظم دعوت الحق کے پاس دیکھا ہے اور مولانا عبد العزیز بہاری صدر جمعیۃ العلماء بمبئی کو بھی ان خطوط کا علم ہے لیکن اسکے بعد بمبئی سے وفد جاتا ہے۔ وفد کیا تھا گویا آسمانی وحی تھی۔ دفعۃً ان حضرات کی رائے میں حیرت انگیز تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے اور محرم ۱۳۶۵ھ کو ۱۰۲ صفحات پر مشتمل ایک سیاسی رسالہ افادات اشرفیہ در مسائل سیاسیہ معرض وجود میں آجاتا ہے۔ یہ ایک پُر اسرار معمہ ہے۔ اس رسالہ میں غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے چنانچہ

اسوقت صرف ایک چیز بطور مشتے نمونہ از خروارے پیش کرتا ہوں۔ افادات اشرفیہ کے صفحہ ۸۸ پر ارقام ہے کہ ۱۹۳۹ء میں جمعیۃ العلماء ہند کا جو اجلاس دہلی میں ہوا تھا۔ اسکا دعوت نامہ حضرتؒ کی خدمت عالیہ میں بھی آیا تھا اور اسی دعوت نامہ کے ساتھ ناظم صاحب کا ایک خط بھی تھا۔ حضرتؒ نے اس کا خود جواب عنایت فرمایا تھا اور اسکی نقل رکھ لینے کو مجھے حکم دیا تھا۔ چنانچہ ناظم صاحب جمعیۃ کا اصل خط اور حضرت کے جواب کی نقل میرے پاس محفوظ ہے جو ذیل میں درج کی جاتی ہے جس سے حضرت کا مسلک پوری طرح واضح ہوجائیگا اور وہی آجتک ہمارا مسلک ہے۔ والسلام

محمد شبیر علی عفی عنہ

الجمیعۃ المرکزیۃ العلماء الہند بازار بلیماران دہلی۔

حضرت اقدس زاد اللہ مجدکم السلام علیکم۔ دعوت نامہ ارسال خدمت ہے۔ اگر سفر کا تحمل نہ ہو تو حضرت کسی کو بطور نمائندہ روانہ فرمادیں۔ معاملات کی اہمیت حضور کے پیش نظر ہے۔ من یدکم الاحقر الفقیر احمد سعید کان اللہ لہٗ ۲۶ر فروری ۱۹۳۹ء

(جواب) السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا دعوت نامہ آیا۔ میرا عذر سفر تو آپ کو معلوم ہی ہے اسلئے خود تو حاضری سے قاصر ہوں۔ اگر دعوت نامہ کچھ پہلے آتا تو ممکن تھا کہ اسکے متعلق کچھ خط و کتابت کرکے کسی کو بھیجنے کا انتظام کرتا اب عین وقت پر اسکا انتظام بھی مشکل ہے۔ اسلئے شرعی حیثیت سے صرف اپنی ایک رائے کا اظہار کرتا ہوں۔ جسکے متعلق مولانا کفایت اللہ صاحب سے زبانی گفتگو بھی ہو چکی ہے اور اب تو واقعات نے ہم کو اس رائے پر بہت ہی پختہ کر دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا خصوصاً حضرات علماء کا کانگریس میں شریک ہونا میرے نزدیک مذہباً مہلک ہے بلکہ کانگریس سے بیزاری کا اعلان کر دینا نہایت ضروری ہے علماء کو خود مسلمانوں کی تنظیم کرنا چاہئے تاکہ ان کی تنظیم خالص دینی اصول پر ہو اور مسلمانوں کو کانگریس میں داخل ہونا اور داخل کرنا میرے نزدیک ان کی دینی موت کا مترادف ہے۔ والسلام اشرف علی

اب میں بزم جمشید ملقب بہ اسم تاریخی خمخانۂ باطن (ضبط کردہ صاحب خلق سامی جناب وصل صاحب بلگرامی) سے ایک ملفوظ پیش کرتا ہوں۔ اسکے بعد آپ خود فیصلہ کر سکینگے کہ اس جواب کی نسبت حضرت مولانا کی طرف کرنا اور یہ کہ اسکی نقل رکھ لینے کو مجھے حکم دیا تھا کہاں تک درست ہے اور حضرتؒ کے مسلک اور ان حضرات کے مسلک اور دعوی میں کس قدر تطابق و توافق ہے۔

بزم جمشید ضمیمہ ص۲ ص۳۵ خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون سہ شنبہ ۸ محرم الحرام ۱۳۵۸ھ۔

مطابق ۲۸ فروری ۱۹۳۹ء بعد نماز ظہر

(۶) مجلس عام میں جناب مولوی منفعت علی صاحب وکیل سہارنپور۔ جناب مولوی عبدالرحمن صاحب وکیل پٹنہ اور بہت سے حضرات حاضر تھے۔ ایک خاص مقام سے (دہلی) ایک خاص اہم جلسے میں (جمعیۃ علماء ہند منعقدہ دہلی مورخہ ۱۱-۱۲-۱۳-۱۴ محرم ۱۳۵۸ھ مطابق ۳-۴-۵-۶ مارچ ۱۹۳۹ء) شرکت کی دعوت کا خط آیا تھا جس میں یہ بھی لکھا تھا کہ اگر جناب والا شرکت نہ فرما سکیں تو اپنی طرف سے کسی کو بھیجدیں۔ اس سے پہلے اسی جلسہ میں اشاعت کے واسطے ایک خاص مضمون بھیجنے کیلئے جناب مولانا ظفر احمد صاحب اور جناب مولوی شبیر علی صاحب نے اجازت طلب کی تھی لیکن حضرت والا نے منظور نہیں فرمایا تھا۔ اب یہ خط آیا تو حضرت والا نے جناب مولوی شبیر علی صاحب کے پاس بھیجدیا جناب ممدوح نے اس کا جواب لکھ کر ملاحظۂ عالی کیلئے پیش کیا حضرت والا نے مصالح بیان فرماتے ہوئے جواب بھیجنا نامناسب خیال فرمایا۔

بعد عشاء جناب مولوی منفعت علی صاحب اور جناب مولوی عبدالرحمن صاحب کی رائے ہوئی کہ جواب جانا چاہئے اور اسکے لئے جناب مولوی شبیر علی صاحب کے ذریعہ سے حضرت اقدس کی گرامی خدمت میں عرض کیا جائے۔ چنانچہ دونوں حضرات اس خادم (وصل بلگرامی) کو لیکر جناب مولوی شبیر علی صاحب کے پاس گئے۔ وہاں جناب مولانا ظفر احمد صاحب بھی تشریف رکھتے تھے۔ ان دونوں صاحبوں

نے واقعات بیان کئے۔ ضرورت ظاہر کی اور جواب بھیجنے کے لئے رائے پیش کی۔ جناب مولانا ظفر احمد صاحب نے بھی جواب بھیجنے کی تائید فرمائی۔ لیکن جناب مولوی شبیر علی صاحب نے فرمایا کہ جب مضمون بھیجنا حضرت والا کے خلاف مزاج ہوا اور جواب بھیجنے کی اجازت نہیں دی تو پھر اصرار کرنا یا مکرر عرض کرنا مناسب نہیں ہے۔ دوسرے دن صبح کے وقت جب یہ خادم (وصل بلگرامی) کسی ضرورت سے خدمت اقدس میں حاضر تھا تو کسی سلسلہ میں ان کے واقعہ کا ذکر آگیا۔ اس ذکر سے حضرت والا پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ کچھ نہیں سمجھتے۔ جو کچھ میں کہتا ہوں سمجھ کے کہتا ہوں۔ غور کرنے کے بعد کہتا ہوں۔ متعدد بار تجربہ ہو چکا ہے وہی ہوا جو میں نے کہا تھا۔ پھر بھی نہیں سمجھتے (الی قولہ) اب لہجہ میں تیزی ہوگئی تھی۔ بیان میں کوئی دوسری قوت کارفرما تھی۔ آواز بلند تھی۔ چہرۂ مبارک اور سر اقدس پسینہ سے تر تھا۔ یہانتک کہ عمامہ عالی اتار کر رکھ دیا گیا تھا۔ اُسی مضمون کے تحت میں عجیب جوش۔ عجیب کیفیت اور عجیب جذبہ کی حالت میں ایک ایسی تقریر فرمارہے تھے جو کسی طرح تحریر میں نہیں آسکتی۔ جناب مولانا ظفر احمد صاحب بھی بیتاب ہو کر اپنی جگہ سے اٹھ کر آگئے تھے۔ عجب سماں تھا۔ عجب منظر تھا۔ عجیب کیفیت تھی۔ تمام فضا جوش سے بھری ہوئی تھی۔ معلوم ہوتا تھا در و دیوار کیا کل کائنات لرزاں ہے (الی قولہ) (نوٹ) پھر اُس جلسۂ مذکورہ کے بعد جس میں حضرت والا کو دعوت شرکت دی گئی قریب ہی ایک سخت ناگوار واقعہ (مالک اخبار الامان مولوی مظہر الدین کا قتل) پیش آیا۔ جس کو عام نظروں میں اُسی جلسہ کی تقریروں کا اثر سمجھا گیا۔ اسوقت عین الیقین کے درجہ میں سب کی سمجھ میں آیا کہ جواب کا نہ جانا اور مضمون نہ بھیجنا عین مصلحت تھا ورنہ بعض نگاہوں میں ان تقریروں کو اس مضمون کا اثر سمجھا جاتا کہ اسی مضمون کی مخالفت ان تقریروں کا سبب ہوئی (صفحہ ۲۷) (رسالہ بزم جمشید میں

مرتب جناب وصل بلگرامی ہیں اور ۶ستمبر ۱۹۳۹ء کو آپ اس کی ترتیب سے فارغ ہوئے ہیں۔)

رسالہ بزم جمشید حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں شائع ہوا ہے اور افادات اشرفیہ حضرت کی وفات کے بعد۔ اور وفات کے بعد کی تصنیفات قابل اعتماد نہیں معلوم ہوتیں۔ چنانچہ تتمۂ اشرف السوانح کے متعلق جناب مولوی عمر احمد صاحب ابن مولانا ظفر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ تتمہ اشرف السوانح حضرت نور اللہ مرقدہ کی وفات کے بعد جناب خواجہ عزیز الحسن صاحب مرحوم نے تصنیف فرمایا اور موصوف کے بھی انتقال کے بعد بصد تحریف و تنسیخ (جس کی داستان طویل ہے) شائع کیا گیا الخ۔ (منشور ۶ر مارچ ۴۶ء)

ے چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی — فقط واللہ اعلم

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ والباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ آمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

کتبہ، عبدالاحد غفر لہ الصمد (سورتی)

۲۶ر ربیع الثانی ۶۵ھ مطابق یکم اپریل ۱۹۴۶ء